دار الافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: Sar 6880　بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　تاریخ: 24-12-2019

کاروبار میں وراثت کا حکم

کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے والد صاحب کا انتقال ہوا، توانہوں نے اپنے ورثاء میں پانچ بیٹے اورایک بیٹی کو چھوڑا۔اب جبکہ شریعت کے مطابق ان کے ترکے کو تقسیم کرنے لگے ہیں تو یہ مسئلہ درپیش ہے کہ والد صاحب اپنی زندگی میں ایک کاروبار چلارہے تھے، جسے والد صاحب کے ساتھ مل کر دو بیٹے بھی چلارہے تھے اس کاروبار میں ان کی کوئی شراکت نہ تھی، بس والد صاحب کے کاروبار چلانے میں مددگار تھے ،والد صاحب نے وفات پائی تو وہی دونوں بیٹے اس کاروبار کو چلاتے رہے حالانکہ بقیہ ورثاء کی طرف سے اجازت نہ تھی اوراب تقسیم میں ان دونوں کا کہنا ہے کہ یہ کاروبار ان ہی کو دے دیا جائے اوربقیہ ترکے کو شریعت کے مطابق سب میں تقسیم کردیا جائے، جبکہ بقیہ ورثاء اب بھی اس بات پر راضی نہیں ہیں، بلکہ کاروبار میں بھی جو ان کا حصہ بنتاہے اس کا تقاضا کرتے ہیں، لہٰذا بتائیے کہ کیابقیہ تقسیم میں اس کاروبار کو بھی تقسیم کرناپڑے گایا نہیں؟ اور اگر کاروبار بھی تقسیم کرنا ہوگا توجو آج تک اس کاروبار سے کمایا گیاہے، کیابقیہ ورثاء کا اس میں بھی حصہ بنے گا یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

صورتِ مسئولہ میں سائل کے سچاہونے کی صورت میں دیگر چیزوں میں جس طرح شرعی تقسیم ہوگی اسی طرح کاروبار کے مال میں بھی تقسیم کی جائے گی اوردونوں بھائیوں کا دیگر ورثاء کے مانگنے کے باوجود ان کا حصہ نہ دینانا جائزوحرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔کسی کا حق کھانے والوں کے بارے میں قرآن واحادیث

میں بہت سی وعیدیں آئی ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل﴾ ترجمۂ کنزالایمان: "اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔" (سورۃ بقرہ، آیت 188)

کسی وارث کی میراث نہ دینے سے متعلق حدیث پاک میں ہے: "قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من فر من میراث وارثه قطع الله میراثه من الجنة یوم القیامة" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے وارث کو میراث دینے سے بھاگے، اللہ قیامت کے دن جنت سے اس کی میراث قطع فرمادے گا۔
(سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، ص194، مطبوعہ کراچی)

اور میراث کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿یوصیکم الله فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین﴾ ترجمہ کنزالایمان: اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں، بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔
(پارہ4، سورۃ النساء، آیت 11)

اور جہاں تک بغیر ورثاء کی اجازت کے اس کاروبار کو جاری رکھ کر اس سے حاصل کیے ہوئے نفع کا معاملہ ہے تو جو ان دونوں بھائیوں نے اس کاروبار سے کمایا، وہ بھی ان بھائیوں کے لیے اپنے استعمال میں لانا حرام ہے کہ اگرچہ اس کے یہ خود مالک ہیں اور دیگر کو اس کے مطالبے کا حق حاصل نہیں، لیکن جو کمایا چونکہ مشترکہ کاروبار سے بغیر ان کی اجازت سے کمایا، تو ان دونوں بھائیوں کے حصے کے بدلے جتنا نفع آئے وہ ان کے لیے جائز ہے اور دوسروں کے حصے کا نفع ان کے حق میں ملک خبیث یعنی ناپاک و حرام ہے، جس کا حکم یہ ہے کہ یا تو یہ فقیرِ شرعی پر بغیر ثواب کی نیت کے صدقہ کر دیں یا پھر ورثاء کو دے دیں اور ورثاء کو دینا افضل ہے۔

مالِ مغصوبہ سے حاصل شدہ نفع اصل مالک کا نہیں ہوتا، بلکہ غاصب کا ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ رد المحتار میں ہے: " أن الغلة للغاصب عندنا، لأن المنافع لاتتقوم إلابالعقد والعاقد هوالغاصب...فكان هو أولى ببدلها، ويؤمر أن يتصدق بهالاستفادتها ببدل خبيث وهو التصرف في مال الغير" ترجمہ: (غصب کی ہوئی چیز سے حاصل شدہ) نفع ہمارے نزدیک غاصب کا ہی ہوگا، کیونکہ منافع عقد کے ساتھ ہی قائم ہوتے ہیں اور عاقد یعنی عقد کرنے والا (یہاں) وہی غاصب ہے... تو اس کے بدل کا زیادہ حقدار بھی وہی

ہو گا،(ہاں)اسے وہ نفع صدقہ کرنے کا حکم دیا جائے گا،اس لیے کہ وہ اس کو خبیث بدل کے ذریعے حاصل ہوا ہے اور وہ (خبیث بدل) غیر کے مال میں تصرف کرنا ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الغصب، جلد 9، صفحہ 317، مطبوعہ کوئٹہ)

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ایک مقام پر مشترکہ مال سے اجازت کے بغیر ملنے والے نفع کے بارے میں حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"جبکہ نہ ان لڑکیوں نے اپنا حصہ مانگا نہ لڑکوں نے دیا اور بطور خود اس میں تجارت کرتے رہے تو وہ چاروں لڑکیاں اصل متروکہ میں اپنا حصہ طلب کر سکتی ہیں، تجارت سے جو نفع ہوا، وہ لڑکیاں اس کی مالک نہیں، ہاں ان کے حصہ پر جو نفع ہوا، لڑکوں کے لئے ملک خبیث ہے۔ لڑکوں کو جائز نہیں کہ اسے اپنے تصرف میں لائیں، ان پر واجب ہے کہ یا تو وہ نفع فقراء مسلمین پر تصدق کریں یا چاروں لڑکیوں کو دے دیں اور یہی بوجوہ افضل واولیٰ ہے اور ان لڑکیوں کے لئے حلال طیب ہے کہ انہیں کی ملک کا نفع ہے جبکہ لڑکوں پر شرعاً حرام ہے کہ ان لڑکیوں کے حصہ کا نفع اپنے صرف میں لائیں تو لڑکیوں ہی کو کیوں نہ دیں کہ ان کی دلجوئی ہو، صلہ رحم ہو، صاحب حق کی ملک کا نفع اسی کو پہنچے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد 26، صفحہ 373، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو الفیضان عرفان احمد مدنی

26 ربیع الثانی 1441ھ/24 دسمبر 2019ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جا سکتی ہے